پیغامِ حج

۱۴۱۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ."(۱)

خدائے حکیم وعزیز کی حمد وثنا اور اس کا شکر کہ اس نے بندوں پر احسان فرما کر انھیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور اپنے عظیم پیغمبرؐ کو منارۂ تاریخ پر صدائے اذان بلند کرنے کی ذمے داری سونپی۔ اپنے گھر کی حدود کو امن وامان کی جگہ قرار دیا اور اسے جاہلیت کے بتوں سے پاک وپاکیزہ کر کے مؤمنوں کا مطاف، دور دراز کے باسیوں کی وعدہ گاہ، جماعت کا نمونہ اور امت کی عظمت وشوکت نیز اس کے اجتماع کی جلوہ گاہ بنایا۔

بیت اللہ کو (جسے عصرِ اوّلِ جاہلیت میں کعبہ کے ٹھیکیداروں اور مقاماتِ طواف وسعی کے کارکنوں نے بازارِ تجارت اور اپنی حکومت واقتدار کی دوکان بنالیا تھا) عوام کے لئے اور ان کی

منفعت وفائدے کا سرچشمہ جانا اور اجارہ داروں کے زعمِ باطل کے برخلاف مسافروں اور باشندوں کو برابر کا حق عطا کیا۔ حج کو مسلمانوں کی وحدت وعظمت اور ان کے درمیان ارتباط ویکجہتی کا راز قرار دیا اور بہت سی ان بلاؤں کے لئے باطل السحر قرار دیا جن سے اسلامی معاشرے اپنی اصل اور سرچشمے سے دور ہونے کے باعث دوچار ہوتے ہیں، جیسے اغیار پرستی، خود فراموشی، فریب خوردگی، خدا سے غفلت، اہلِ دنیا کے ہاتھوں غلامی واسارت، اپنے بھائیوں سے بدگمانی، ان کے خلاف دشمنوں کی باتوں پر کان دھرنا، اسلامی امت کے مقدرات سے لاپراوہی بلکہ اسلامی امت نامی مجموعے کو تسلیم ہی نہ کرنا، دوسرے اسلامی ممالک میں رونما ہونے والے حادثات سے بے خبری، اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی سازشوں کے مقابل بے اعتنائی ولاپرواہی اور اسی طرح کی کچھ دوسری مہلک بیماریاں جو اسلام کی طویل تاریخ کے دوران مسلمانوں کے مقدرات اور ان کی سیاسی زندگی پر نا اہل اور خوفِ خدا نہ رکھنے والے افراد کے تسلط کے باعث انھیں ہمیشہ نقصان پہنچاتی رہی ہیں اور ان حالیہ صدیوں میں علاقے میں استعماری طاقتوں یا ان کے فاسد ودنیا پرست ایجنٹوں کی آمد کی وجہ سے اس بیماری نے اور بھی بحرانی وتباہ کن شکل اختیار کرلی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے حج کو اس جاوید امت کے لئے ایک لازوال خزانہ، ہمیشہ اُبلتے ہوئے چشمۂ صاف وشفاف اور ہمیشہ جاری رہنے والی نہر کی حیثیت دی ہے کہ جو شخص اس سے واقف ہو اور اس کی قدر وقیمت جانتا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اسے ان تمام مہلک بیماریوں کے لئے تریاق بنا سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایران کی شائستہ قوم کو اپنی رحمت سے نوازا اور کعبۂ مقصود کے شوق کو صحرا پسند خارِ مغیلاں کی سرزنش کے بعد اس جامِ وصل سے ہمکنار کیا جس میں حلاوتِ عزت اور کامیابی دونوں پائی جاتی ہے۔ جس حق سے وہ چند برسوں سے ناجائز طور پر محروم رکھی گئی تھی کریمانہ انداز میں اسے واپس دلا دیا اور اس قوم کی خالی جگہ بہترین طریقے سے پُر کردی جو بوجہلی حج کے بجائے ابراہیمیؑ ومحمدیؐ حج بجالاتی ہے۔ مہجور، مسدود اور محصور مشتاقوں کے گداز دلوں کو جرعۂ وصال سے سکون بخشا اور انوارِ معرفت سے مسرور وشادمان نیز شوقِ

زیارت سے لبریز روح کو لبیکِ اجابت سے نوازا۔ مخلص بندوں کو خصوصی لطف وکرم سے سرفراز فرمایا' مومنوں کی نصرت کے وعدے کو پورا کر دکھایا اور اپنے گھر کو طائفین وعاکفین کا مقام قرار دیا۔

پروردگار! ان مشتاق وعاشق حاجیوں پر جنھیں جانفرسا انتظار کے بعد خلوتِ دوست میں باریابی کا شرف حاصل ہوا ہے اور ان تمام بھائی بہنوں پر جو دنیا کے گوشے گوشے سے رحمت ومغفرت کی بارگاہِ عام میں حاضر ہوئے ہیں لطف وکرم کی نظر فرما اور ان کے دلوں کو معرفت وبصیرت کے انوار سے منور فرما' اپنی ہدایت ونصرت ان کے شاملِ حال فرما' انھیں اصلاحِ امت کے عزمِ راسخ سے لیس فرما اور انھیں ان کے دشمنوں پر کامیابی عطا فرما' آمین رب العالمین۔

پروردگار! ان شہدا کی ارواح پر اپنا فضل ورحمت نازل فرما جو آج سے چار سال قبل حرمِ امنِ الٰہی میں کینہ وعداوت کا نشانہ بنے۔ عورت' مرد' بوڑھے' جوان خانۂ دوست کے آستانے پر خوں میں غلطاں ہوئے اور ان کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے عزیزوں کا انتظار خون میں لت پت جنازوں نے ختم کیا۔ پروردگار! اُن سب کو مکمل حج کا ثواب عنایت فرما جو اس کی حسرت لئے ملکوت کی طرف پرواز کر گئے۔

خدایا! ہمارے مرحوم امام وقائد اور اس عبدِ صالح پر جو امتحانی منزلوں میں سرخ رو رہا اولیا کے خلفِ صدق اور اس متقی وپرہیز گار وہوشیار انسان پر جو تیری رضا کا طلب گار تھا' اس کی دوستی اور دشمنی صرف تیرے لئے تھی' تیری راہ میں کسی بھی مشکل سے ہراساں نہ تھا رحمت وفضل نازل فرما اور ان حاجیوں کے حج' عابدوں کی عبادت' مجاہدوں کی سعی وکوشش سے ان کی طاہر روح کو بہرہ مند فرما جنھوں نے ان کی ہدایت وقیادت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ابراہیمیؑ حج کی بجا آوری اور ان عظیم الٰہی مراسم سے اسلامی امت کے استفادے پر مبنی ان کی عظیم آرزو کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

بارِالٰہا! تمام صدیوں اور زمانوں میں بشریت کو نجات دینے والے اپنے اس برگزیدہ وافضل پیغمبر حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا سلام وصلواۃ وتحیت نازل فرما جس نے انسان کو راہِ راست دکھائی' ان کے لئے تیری وحی کی تلاوت کی' انھیں دنیا وآخرت کی سعادت کی

کنجی عطا کی اور اپنی بابرکت زندگی میں صدیوں تک آنے والے انسانوں کے لئے سرمشق اور عملی نمونے فراہم کئے۔ تیرا سلام و درود وتحیت ہو ان پر اور ان کے طیب ومعصوم اہلِ بیتؑ خصوصاً روئے زمین پر خدا کی حجت حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدیٔ منتظر عجل اللہ فرجہ وارواحنا فداہ پر۔ اب مناسب ہے کہ ہماری وہ بہنیں اور بھائی جو دنیا کے مختلف گوشوں سے حج کے اس عظیم محشر میں اکٹھا ہو کر قومی، نسلی اور فرقہ ورانہ "میں" سے ہجرت کر کے قرآنی واسلامی "ہم" سے ملحق ہو گئے ہیں چند مسائل کو مدِ نظر رکھیں، ان کے بارے میں دوسرے مسلمانوں سے گفتگو اور مکالمہ کریں اور سفرِ حج کے بعد اسے غور وفکر اور سعی وعمل کا محور قرار دیں۔

۱۔ پہلا نکتہ، اسرار ورموز سے لبریز حجِ بیت اللہ جیسے عظیم فریضے کی قدر وقیمت کا پہچاننا ہے، حج مظہرِ توحید اور کعبہ خانۂ توحید ہے۔ یہ جو حج سے متعلق آیاتِ کریمہ میں ذکرِ خدا کا بار بار تذکرہ ہوا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس گھر میں اور اس گھر کی برکت سے مسلمانوں کے ذہن اور میدانِ عمل سے خدا کے ماسوا ہر عامل ومحرک کو محو ہو جانا چاہئے، اور ان کی زندگی سے ہر قسم کے شرک کی بساط سمٹ جانی چاہئے۔ اس ماحول میں ہر اقدام کا محور ومرکز خدا ہے، طواف، سعی، رمی، وقوف نیز حج کے تمام دیگر شعائر اللہ کی جانب جذب وکشش اور "انداد اللہ" سے برائت کی کسی نہ کسی شکل میں نمائش ہیں اور یہی تاریخ کے عظیم بت شکن، منادیٔ توحید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملتِ حنیف ہے۔

شرک ہمیشہ یکساں نہیں ہے اور بت بھی ہمیشہ لکڑی پتھر اور دھات سے بنے ہوئے مجسموں ہی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتے۔ یہ خانۂ خدا اور حج کی ذمے داری ہے کہ شرک کو ہر زمانے میں اس عصر کے مخصوص بھیس میں اور خدا کے شریک بت کو اس دور کی مخصوص شکل میں پہچنوائے، اسے ٹھکرائے اور اس کی نفی کرے۔ آج اگرچہ لات ومنات وعزیٰ کا نام ونشاں نہیں ہے، لیکن ان کے بجائے ان سے کہیں زیادہ خطرناک دولت وطاقت کے استکباری بت اور جاہلی واستکباری نظام موجود ہیں، جو اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے سروں پر مسلط اور ان کی پوری زندگی پر چھائے

ہوئے ہیں۔ وہ بت جس کی عبادت واطاعت پر آج دنیا کے بہت سے لوگوں منجملہ مسلمانوں کو مجبور کیا جارہا ہے وہ امریکہ کی طاقت کا بت ہے' جس نے مسلمانوں کے تمام اقتصادی' سیاسی اور ثقافتی امور اپنی مٹھی میں لے رکھے ہیں اور قوموں کو اپنے ان اغراض ومقاصد کی جانب ہنکا رہا ہے جو مسلمانوں کے مصالح ومفادات کے برخلاف ہیں۔عبادت یہی چوں وچرا کئے بغیر کی جانے والی اطاعت ہے' جس پر آج استکبار اور اس کے سرغنہ امریکہ کے اشارے سے قوموں کو مجبور کیا جارہا ہے اور انھیں مختلف طریقوں سے اس راستے پر لگایا جارہا ہے۔

فسق وفجور اور فساد وفحشا کی ثقافت' جو سامراجی ایجنٹوں کے ذریعے قوموں کے درمیان پھیلائی جارہی ہے' زیادہ سے زیادہ مصرف کرنے کی ثقافت جو دن بدن ہماری قوموں کی زندگی کو اپنے دلدل میں نگلتی جارہی ہے' تاکہ استکباری کیمپ کے قلب وذہن کی حیثیت رکھنے والی مغربی کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں۔مغربی استکبار کا سیاسی غلبہ اور تسلط جس کی بنیاد عوام دشمن اور اغیار کی آلۂ کار حکومتوں کے ہاتھوں رکھی گئی ہے' وہ فوجی جماؤ جو مختلف بہانوں سے واضح تر شکل اختیار کرتا جارہا ہے اور اس طرح کی دوسری چیزیں شرک اور بت پرستی کے وہی نمونے ہیں جو اس توحیدی نظام اور توحیدی زندگی سے مکمل تضاد اور ٹکراؤ رکھتے ہیں جسے اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے۔خانۂ توحید کے اردگرد اس عظیم اجتماع اور حج کی یہ ذمے داری ہے کہ شرک کے ان مظاہر کی نفی کرے اور مسلمانوں کو ان سے بچائے۔حج کا یہی وہ واضح وآشکارا مفہوم ہے جس کے باعث اسے مشرکوں سے برائت کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور خداوندِ متعال نے اپنی اور اپنے مکرم نبیؐ کی زبانی مشرکوں سے برائت کے اعلان کو حج کے دن پر موقوف کیا ہے:

" وَ اَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللهَ
بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ
تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِی اللهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ."(۲)

حج کے دوران مسلمانوں کا اعلانِ برائت استکبار اور اس کے ان ایجنٹوں سے بیزاری و برائت کا اعلان ہے جو افسوس ہزار افسوس آج اسلامی ممالک میں سینہ تان کر پوری آزادی کے ساتھ ریشہ دوانی اور مداخلت کر رہے ہیں۔ اسلامی معاشروں پر شرک آلود نظامِ حیات' ثقافت اور سیاست مسلط کر کے مسلمانوں کی زندگی میں عملی توحید کی بنیادیں ڈھادی ہیں اور انھیں غیراللہ کی عبادت میں گرفتار کر دیا ہے۔ ان کی توحید صرف زبانی جمع خرچ اور نام کی توحید ہے۔ ان کی زندگی میں مفہومِ توحید کا کوئی اثر باقی نہیں رہا ہے۔

اسی طرح حج مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کا بھی آئینہ دار ہے۔ یہ جو خداوندِ متعال تمام مسلمانوں کو اور ان میں سے ہر اُس شخص کو جو حج کی توانائی رکھتا ہو ایک مخصوص جگہ پر اور ایک خاص زمانے میں بلاتا ہے اور ان اعمال و مناسک کے ہمراہ جو نظم و یکجہتی اور میل ملاپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مظہر ہیں رات دن ایک جگہ پر اکٹھا کرتا ہے' اس کا پہلا نمایاں اثر ان مسلمانوں کے اندر وحدت و جماعت کا احساس پیدا کرنا' انھیں مسلمانوں کے اجتماع کی شان و شوکت دکھانا اور ان میں سے ہر ایک کے ذہن کو عظمت کے احساس سے سیراب کرنا ہے۔ اسی عظمت کا احساس ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی پہاڑ کی کھوہ میں بھی تنہا زندگی بسر کر رہا ہو پھر بھی وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرے گا۔ اسی حقیقت کا احساس ہے جو ہر اسلامی ملک کے مسلمانوں کو اسلام دشمن کیمپوں یعنی سرمایہ داری دنیا اور اس کے کارندوں کے اقتصادی و سیاسی تسلط اور ان کے فتنہ و فریب کا مقابلہ کرنے کے لئے شجاعت و ہمت سے مالا مال کرے گا اور پھر احساسِ حقارت کا وہ جادو اس پر اثر انداز نہ ہوگا جو اُن قوموں کے مقابلے میں مغربی سامراجیوں کا پہلا اسلحہ ہے جن پر وہ حملہ آور ہوتے ہیں۔ عظمت کا یہی احساس ہے جس کے باعث مسلم حکومتیں اپنے عوام پر بھروسہ کر کے اغیار کی طاقت کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس نہ کریں گی' مسلمان قوموں اور ان پر حاکم افراد کے درمیان یہ مصیبت آور فاصلہ ایجاد نہ ہوگا' یہ وحدت و جماعت کا احساس ہی ہے جس کے باعث

پرانے اور نئے سامراج کی چال یعنی انتہاپسند قوم پرستی کے جذبات کو ہوا دینے کی سازش ناکام ہوجائے گی۔ مسلمان قوموں کے درمیان یہ وسیع وعمیق کھائی وجود میں نہ آئے گی اور عربی' فارسی' ترکی' افریقی اور ایشیائی قومیں ان کی واحد اسلامی شناخت کی دشمن ورقیب ہونے کے بجائے اس کا ایک حصہ اور ان کی وجودی وسعت کی آئینہ دار بن جائیں گی اور بجائے اس کے کہ ہر قومیت دوسری قومیت کی تذلیل ونفی کا باعث بنے' ہر قوم کی تاریخی' نسلی اور جغرافیائی مثبت خصوصیات کی دوسری اسلامی قوموں کے درمیان تبادلے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

حج کو اپنے مشاہد' مناسک اور شعائر کے ذریعے وحدت' عظمت' جماعت اور ملائمت کی یہ روح دنیا کے تمام مسلمانوں میں زندہ کرنی چاہئے اور مختلف قوم قبیلوں کو ایک امت میں ڈھال کر اسے خداوندِ عالم کی مطلق عبودیت وبندگی کی پُر امن وادی کی جانب ہدایت کرنی چاہئے اور خدائے جلیل کے اس قول: "اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ." (۳) کو جامۂ عملی پہنانے کے مقدمات فراہم کرنے چاہئیں۔

اس امتِ واحدہ کی تشکیل' جو ربوبیت ووحدانیت کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑتی ہے' اسلام کی عظیم آرزو ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کے سائے میں مسلمان تمام انفرادی واجتماعی کمالات حاصل کرسکتے ہیں۔ یہ وہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے اسلامی جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اور حج' ایک اسلامی عبادت وفریضہ اس کے ایک حصے کے لئے زمین ہموار کرتا ہے۔ بے شک ابراہیمی ومحمدی حج اس عظیم مقصد کے ارکان ومقدمات کا ایک عظیم ترین رکن ومقدمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عظیم موقع پر جہاں ذکرِ خدا: "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا." (۴) اور مشرکوں سے برائت وبیزاری کا اعلان: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ." (۵) حج کا رکن مانا جاتا ہے وہیں ہر اُس اقدام اور حرکت سے مقابلے کا بھی بے حد لحاظ رکھا گیا ہے جو تمام بھائیوں' یعنی اس واحد امت کے اجزا کے درمیان جدائی وتفرقے اور دشمنی وعداوت کا باعث بن سکتی ہے۔ یہاں تک کہ

دو مسلمان بھائیوں کے درمیان بحث و تکرار بھی‘ جس کی عام اور معمول کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں‘ حج کے دوران حرام ہے: ”فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ.“ (۶) یعنی وہی میدان جہاں مشرکوں ”یعنی توحیدی امتِ واحد کے بنیادی دشمنوں“ سے برائت کا اعلان ضروری و لازم ہے‘ وہیں مسلمان بھائیوں ”یعنی توحیدی امتِ واحد کے بنیادی اجزا“ کے ساتھ جدال حرام و ممنوع ہے اور اس طرح حج میں وحدت و جماعت کا پیغام کچھ اور بھی زیادہ صریح اور واضح ہو جاتا ہے۔

حج کے اسرار و رموز اس سے کہیں زیادہ ہیں جن کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے اور ان تمام اسرار و رموز میں تدبر اور ان پر غور و فکر‘ جو مسلم معاشرے اور فرد کی شخصیت کو حیاتِ نو عطا کرنے اور ان کے نیستی و نابودی کے اسباب و علل سے مقابلہ کرنے کے لئے ہے‘ حاجی کو ایک نئے افق سے آشنا کرتا ہے۔ ہر حاجی کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ان اسرار و رموز کے بارے میں غور و فکر کرے‘ دوسروں سے بحث و گفتگو کرے اور ان سے سر مشق حاصل کرے۔ اسے اس بارے میں بھی سوچنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ بعض افراد اور حکومتیں اس کوشش میں ہیں کہ حج کو اس کے تمام سیاسی و اجتماعی مفاہیم سے عاری کر کے اسے اس کے صرف ایک عبادتی پہلو کے ساتھ پیش کریں‘ جس میں صرف انفرادی خصوصیت پائی جاتی ہے؟ کیا سبب ہے کہ دین کو دنیا کے بدلے فروخت کرنے والے نام نہاد علما‘ جن کی دینی شان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عوام کو ان اسرار و رموز سے آگاہ کرائیں اور ان کی روح و جسم کو اس کے مقاصد کی طرف لے جائیں‘ اس کے برعکس وہ اس سلسلے میں ہر قسم کی ہدایت و رہنمائی کی مخالفت کرتے ہیں اور ان حقائق پر پردہ ڈالے رہنے پر مصر ہیں؟ آخر کیا بات ہے کہ بار بار لاؤڈ سپیکروں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ حج میں سیاست کو دخل نہیں دینا چاہئے؟ کیا اسلام اور اس کے نورانی احکام انسانوں کی مادّی و معنوی زندگی سنوارنے اور اس کا انتظام چلانے کے لئے نہیں ہیں؟ کیا اسلام میں دین اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ نہیں ہے؟ یہ بھی عالمِ اسلام کا ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ بعض افراد کی تنگ نظری‘ کوتاہ فکری‘ جمود اور دنیا پرستی ہمیشہ بعض دوسرے

افراد کی حیثیانہ چالوں اور ان کے بغض وعناد کو مدد پہنچاتی رہی اور ان کی خدمت کرتی رہی ہے۔ جن افراد کے قلموں اور زبانوں کو اسلام کی خدمت میں اور اس کے حقائق کی وضاحت وتشریح کے لئے چلنا چاہئے تھا وہی اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والے چالاک دشمنوں کا ہتھیار بنے ہوئے ہیں۔ یہ وہی مصیبت ہے جس کا تذکرہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے بارہا بڑے درد بھرے انداز میں کیا ہے اور اس پر گریہ فرمایا ہے۔ جبکہ ضروری ہے کہ امت کے علما و دانشور عوام کو اس مسئلے سے روشناس کرائیں اور انھیں سچے علما اور دنیا کے بدلے دین فروخت کرنے والے اغیار کے ایجنٹ ملاؤں کا فرق بتائیں۔

۲۔ دوسرا مسئلہ جس کے بارے میں خاص طور سے اس جگہ اور اس موقع پر غور وخوض کرنا ضروری ہے وہ ہے اسلامی امت کا اپنی تاریخ اور اس تقدیر سے ربط جو اسے اپنے لئے بنانا ہے۔ اسلامی امت کا ماضی وہ چیز ہے جسے مٹانے اور طاقِ نسیاں کے سپرد کرنے کے لئے سامراج نے ایشیا اور افریقہ میں قدم رکھتے ہی انتھک کوششیں کی ہیں۔ اسلامی ممالک میں انسانی و مادّی ذخائر پر قبضہ اور مسلمان قوموں کے مقدرات پر تسلط اٹھارہویں صدی کی آخری دہائیوں سے اب تک سامراجیوں کا براہِ راست یا بالواسطہ مقصد رہا ہے۔ فطری سی بات ہے کہ اس کے لئے مسلمان قوموں کی شخصیت اور ان کے احساسِ عظمت وسربلندی کو کچلنا انتہائی ضروری تھا' تاکہ وہ اپنے لائقِ فخر اور عظیم ماضی سے بیگانہ ہوجائیں اور اس طرح اپنی تہذیب وثقافت کو خیر باد کہہ کر سامراجی تعلیمات اور مغربی ثقافت کو گلے لگانے پر آمادہ ہوجائیں۔ اور یہ حربہ پورے طور سے سازگار اس ماحول میں جو اسلامی ممالک پر مسلط فاسد و مطلق العنان حکومتوں نے تیار کر رکھا تھا کارگر ثابت ہوا۔ اس طرح مغرب کی حملہ آور ثقافت اور ان تمام مفاہیم کا سیلاب جن کا مسلمان قوموں کے درمیان رواج سامراجیوں کے سیاسی واقتصادی تسلط کے لئے ضروری تھا جاری ہوگیا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوسو سال کے عرصے میں اسلامی ممالک نے مغربی لٹیروں کے لئے ایک ایسے وسیع دسترخوان کی حیثیت اختیار کرلی جہاں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ تھی اور وہ براہِ راست حکومت سے لے کر

قدرتی ذخائر کی ملکیت، رسم الخط یا زبان کی تبدیلی، حتیٰ فلسطین جیسے ایک اسلامی ملک پر مکمل قبضے اور اسلامی مقدسات کی تذلیل وتضحیک وغیرہ تک آگے بڑھ گئے اور مسلمانوں کو سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی استقلال وآزادی کی برکتوں سے جس کا ایک گوشہ علمی وثقافتی ترقی ہے یکسر محروم کر دیا۔

آج کے مسلمان ممالک کے سیاسی، فوجی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حالات پر ایک نظر، ان کی نفسیاتی وماڈی کمزوریوں کے مشاہدے، ان ممالک کی اکثر حکومتوں کی حالت اور ان کے سیاسی نظاموں کے جائزے سے جہاں ہر چیز احساسِ حقارت وناتوانی کی غمازی کرتی ہے یہ حقیقت واضح وآشکارا ہو جاتی ہے کہ اس صورتِ حال کا اہم ترین سبب ان ممالک اور قوموں کی اپنے تاریخی ماضی اور اس مجد وعظمت سے لاتعلقی وبیگانگی ہے جو صدیوں کے پس منظر سے ہر کمزور ومایوس انسان کو پُر امید سعی وکوشش پر آمادہ کرتا ہے۔ اس تاریخی مجد وعظمت کی بنیاد ابتدا میں قیام اللہ، خدا کے لئے مخلصانہ جہاد اور اسلام کے زندگی ساز وآزادی بخش احکام پر عمل کے ذریعے صدرِ اسلام میں مسلمانوں کے اقدام کی برکت سے مکہ کے غریبانہ ایام میں اور مدینہ میں جہاد کے دوران رکھی گئی۔ وہ مبارک مولود جسے اسلامی معاشرے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حجاز کے جہاد ومبارزے کی برکت سے طاقتور اور ہوشمند جوان بننے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ صدیوں تک دنیا میں علم ومعرفت کی مشعل روشن کئے رہا اور طاقت وسیاست کا پرچم لہراتا رہا۔ اس ساری عظمت کا سرچشمہ مکہ ومدینہ کے جہاد ومبارزے کی عظمت ہے۔

اب یہاں مکہ ومدینہ، مرکزِ وحی اور اس مؤمن وثابت قدم جماعت پر الٰہی برکتوں کے نزول کا مقام ہے جس نے آیاتِ الٰہی پر عمل وایمان کی برکت سے اس خاکِ مذلت سے اٹھ کر جس پر وہ غفلت کی نیند سو رہی تھی اپنے لئے وہ آزادی حاصل کی جو ایک انسان کے شایانِ شان ہے اور اس دور کے طاقت ودولت کے خداؤں کے تسلط سے انسان کی نجات اور بشریت کی آزادی کا پرچم بلند کیا اور قرآن سے پھوٹنے والے نورِ معرفت کے ذریعے بشری علم ودانش کا عظیم مرکز ایجاد کیا اور خود صدیوں تک علم ومعرفت کے عظیم منبر پر جلوہ گر رہی۔ سخاوت وفیاضی سے پوری بشریت کو ان

علوم کی تعلیم دی۔ اس طویل عرصے میں بڑے بیش قیمت علمی آثار کو جنم دیا اور اپنے علم' سیاست اور ثقافت کے سہارے عالمِ انسانیت کی تقدیر رقم کی۔

یہ سب کچھ خالص اسلامی تعلیمات' عہدِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدرِ اسلام کے ایک مختصر سے دور میں الٰہی حکومت کی برکتوں کے باعث ہوا' جو سلطنتی حکومت کے شجرۂ خبیثہ کی نشو ونما اور توحیدی دور سے رجعت کے باوجود صدیوں تک مسلمانوں کو اپنے میٹھے پھل کا مزہ چکھاتی رہی ہے' انھیں اور پوری بشریت کو کامیاب وکامران کرتی رہی ہے۔ اس سرزمین کا ذرّہ ذرّہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانباز ونورانی ساتھیوں کے زمانے کی یاد دلاتا ہے۔ اسی سرزمین پر خورشیدِ اسلام طلوع ہوا اور جہاد کا پرچم لہرایا گیا اور جاہلیت کی تمام زنجیروں سے بشریت کو آزادی نصیب ہوئی۔

آج جبکہ صدیوں کے انحطاط' زوال اور ذلت ورسوائی کے بعد عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں میں مسلمان بیدار اور قیام اللہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں' آزادی' استقلال اور اسلام وقرآن کی طرف واپسی کی خوشبو بہت سے اسلامی ممالک میں پھیل چکی ہے' لہٰذا ہمیشہ سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمین اپنے اس نورانی ومعجزنما ماضی اور صدرِ اسلام کے اسلامی جہاد اور قیام اللہ کے زمانے سے اپنا رشتہ محکم کریں۔ اس سرزمین پر اسلامی یادیں ہر صاحبِ فکر مسلمان کے لئے اس شفا بخش دوا کی حیثیت رکھتی ہیں جو اسے یاس ونا امیدی اور ضعف وکمزوری کے احساس سے نجات دلائے گی اور ان اسلامی مقاصد تک رسائی کی راہ دکھائے گی جو حکمت اور گہرائی کے حامل ہر انسان کی زندگی اور سعی وکوشش کا مقصد ہوتا ہے۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں عظیم الشان پیغمبرؐ نے اپنے مخلص ساتھیوں کے ہمراہ تیرہ سال تک تمام مصیبتیں اور سختیاں برداشت کیں' یہاں تک کہ اسلام کے پودے نے جڑ پکڑ لی۔ یہی وہ موقع تھا جب شعبِ ابی طالب میں برسوں مصیبتوں سے لبریز زندگی گزارنے' بلال وعمارِ یاسر' سمیہ' عبد اللہ بن مسعود وغیرہ جیسے اصحاب پر ظلم وتشدد اور مکہ وطائف کے قبائل کے درمیان رسولِ خداؐ

کے طویل، پُر مشقت اور لاحاصل سفر کے بعد اہلِ یثرب نے عقبہ کے مقام پر بیعت کی اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بابرکت ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی۔ یہیں پر بدر کی فتح، احد کی شکست، خندق کی مشقت اور حدیبیہ کی آزمائش کا سامنا ہوا، یہیں پر وہ مقام ہے جہاں اخلاص و جہاد نے فتح و کامیابی کو جنم دیا اور مال پرستی و غنیمت طلبی شکست وناکامی کا باعث بنی۔ یہیں پر قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں، اسلامی تہذیب و تمدن اور حیاتِ طیبہ کی عمارت تعمیری ربط برقرار کرتے ہیں، زندگی کا راستہ اور اس کا مقصد پہچانتے ہیں، راستے کے خطروں سے آگاہ ہوتے ہیں، اس تحریک کے مستقبل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور خود کو یہ راستہ طے کرنے کے لئے آمادہ کرتے ہیں، ضعف وحقارت اور دشمن سے خوف کے احساس سے پیدا ہونے والے شک وشبہے پر غالب آتے ہیں اور یہ سب کچھ حج ہی کی برکت ہے۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ کل کے سامراجی اور آج کے عالمی استکبار کے سرغنہ، مسلمانوں کے اپنے ماضی سے فکری و قلبی ارتباط سے اتنے ہراساں اور اس سے اتنے برسرِ پیکار کیوں ہیں؟ جی ہاں، یہ ماضی سے ارتباط ہی ہے جو حال اور مستقبل کی تقدیر معین کرتا ہے۔ ایران میں اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ کی تشکیل نیز اس اعلان کے ساتھ ہی کہ ملتِ ایران اسلامی اقدار پر مبنی معاشرہ تعمیر کر کے اس میں اسلامی قوانین نافذ کرنا چاہتی ہے مشرق و مغرب اور ان سے وابستہ پروپیگنڈہ بھونپوؤں نے اسلامی جمہوریہ ایران پر بنیاد پرست قدامت، پرست، ماضی کی طرف لوٹنے والے اور اسی طرح کے دیگر عناوین کے ذریعے پوری شدت کے ساتھ حملہ کیا اور ماڈرن ازم کے نام پر اسلامی ایران کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ ماضی کے رسم ورواج کا پابند ہونا چاہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ایسے عالم میں ہو رہا تھا اور ہو رہا ہے جہاں رجعت پسند مطلق العنان بوسیدہ و فرسودہ رسم ورواج میں جکڑی ہوئی حکومتیں جنھوں نے آزادی، ڈیموکریسی اور انسانی حقوق جیسے جدید مفاہیم کی بو بھی نہیں سونگھی ہے، اور دنیا کے مغرب و مشرق میں اس طرح کی حکومتوں کی تعداد کم بھی نہیں ہے، اس قسم کے حملوں اور تنقیدوں سے محفوظ تھیں اور ہیں،

انھیں کبھی بھی اس قسم کے عنوانات سے یاد نہیں کیا گیا۔ اور عبرت خیز بات تو یہ ہے کہ جن حکومتوں کے یہاں سیاسی ماڈرن ازم کے ابتدائی ترین اصولوں کا بھی نام ونشان نہیں ملتا' پارلیمنٹ' آزاد انتخابات اور غیر سرکاری اخبارات عنقا اور افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں' ان کے ریڈیو نے بھی اس ملک کو رجعت پسند کے نام سے یاد کیا جہاں اسلامی تعلیمات کی رو سے عوامی حکومت قائم ہے اور عوام کے ہاتھوں منتخب ہونے والے نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ میں پاس ہونے والے اسلامی قوانین عوام کی منتخب کردہ حکومت کے ذریعے نافذ ہوتے ہیں اور عوام ملک کے اہم اور نازک مسائل میں بھرپور دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ جبکہ ان حکومتوں کے خبررساں ذرائع نے اپنی مضحکہ خیز تنقید سے دانشمندانِ عالم کو بھی ہنسنے پر مجبور کردیا ہے۔

جی ہاں! استکبار اور اس کے اخباری و پروپیگنڈہ اداروں نیز زرخرید قلمکاروں کو اس بات سے کوئی ملال نہیں ہوتا کہ کوئی ملک قدامت پرستی میں غرق رہے' کوئی قوم جاہلانہ رسم ورواج کی اسیر بنی رہے' لیکن اپنے مادّی خزانوں کا دروازہ اس کے لئے کھلا چھوڑ دے' اس کی توسیع پسندی اور زیادہ طلبی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے رہے' اس کے فسق وفجور' فساد وفحشا' مصرف زدگی' مے خواری اور شہوت پرستی کی ثقافت کو گلے لگائے رہے۔ پھر اسے نہ صرف اس ملک کی رجعت پسندی سے کوئی تردد نہ ہوگا بلکہ خوشی ہی ہوگی۔ وہ قوموں کے اس ماضی کی جانب بازگشت سے سراسیمہ وہراساں ہیں جو انھیں ان کی عظمت وعزت کی یاد دلاتا ہے' ان کے سامنے جہاد وشہادت کا راستہ کھولتا ہے' انھیں ان کی انسانی کرامت وبزرگی لوٹاتا ہے' ان کے مال وناموس کو تسلط پسندوں کی دست درازی اور لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رکھتا ہے: "وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (۷) کی تعلیم دیتا ہے: "وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ." (۸) کی تلاوت کرتا ہے: "وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ." (۹) کا خطاب یاد دلاتا ہے: "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ." (۱۰) کا فرمان ان کی زندگی میں نافذ کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ خدا' دین اور قرآن کو ان کی زندگی کا محور ومرکز بنا دیتا ہے' طاغوتوں' مستکبروں' آمروں اور اقتدار پرستوں

کے ہاتھ قلم کر دیتا ہے' وہ ایسے ماضی کی طرف بازگشت اور ایسی تاریخ سے ربط پیدا ہونے سے ناخوش' سراسیمہ اور ہراساں ہیں۔ لہٰذا وہ ہر قیمت پر اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں اور خاص طور سے ان معاشروں کی جہاں آزادی اور قیام اللہ کی نسیم چل چکی ہے' خصوصیت سے علما' روشن خیالوں اور ان کے سربراہوں کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ کہیں اس جال میں نہ پھنس جائیں' بنیاد پرستی کے الزام سے نہ ڈریں' رجعت پسندی اور قدامت پرستی کی تہمت سے بھڑک نہ اٹھیں' خبیث' چالباز دشمنوں کو خوش کرنے کی خاطر اپنے اسلامی اصول' اسلام کے نورانی احکام' توحیدی نظام اور دینی معاشرے کے مقاصد بیان کرنے سے گریز نہ کریں' اس سے اظہار بیزاری نہ کریں اور خدا کے ان فرامین کو پیشِ نظر رکھیں:

"وَ لَنْ تَرْضٰی عَنْکَ الْیَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ."(۱۱)

"قُلْ یٰٓاَهْلَ الْکِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَکْثَرَکُمْ فٰسِقُوْنَ."(۱۲)

"فَلَعَلَّکَ تَارِکٌ بَعْضَ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ وَ ضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُکَ اَنْ یَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَیْهِ کَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَکٌ."(۱۳)

"وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ یُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ."(۱۴)

حج کے دوران مدینہ و مکہ میں' احد' منیٰ اور حرا میں' اس سرزمین پر جہاں رسولِ اکرمؐ اور آپؐ کے اصحابِ کرامؓ نے اپنے مبارک قدم رکھے ہیں اور جو ان تمام مصائب و آلام اور جہاد و مبارزے کی شاہد رہی ہے' وحی' جہاد' قرآن و سنت کی اس سرزمین کے چپے چپے پر اس کے ماضی کے بارے میں غور و فکر کیجئے' اس سے اپنا رشتہ جوڑیئے' اس کی روشنی میں راہ اور سمت کا تعین کیجئے'

اس کے تجربے کی روشنی میں نتیجے اور انجامِ کار کا مشاہدہ کیجئے' خدا کی قوت وقدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی نصرت و مدد سے لولگاتے ہوئے اور خود اپنی توانائیوں پر اعتماد کر کے اس راہ میں قدم بڑھایئے: "وَاللّٰہُ مَعَکُمْ وَ لَنْ یَّتِرَکُمْ اَعْمَالَکُمْ." (۱۵)

۳۔ایک اور اہم موضوع جس کے بارے میں حجاجِ بیت اللہ کو حج کے مقصد کا ایک حصہ تصور کرتے ہوئے غور وفکر کرنا چاہئے' وہ عالمِ اسلام کے اہم مسائل ہیں۔اگر حج پوری دنیا کے مسلمانوں کی عظیم سالانہ کانفرنس ہے' تو بے شک اس کانفرنس کا فوری ترین ایجنڈا ہر علاقے کے مسلمانوں کے روزمرہ مسائل ہیں' یہ مسائل استکباری پروپیگنڈوں میں کچھ اس طرح پیش کئے جاتے ہیں کہ دنیا کے مسلمانوں کو اِن سے کوئی درس' تجربہ اور امید حاصل نہ ہو اور اگر کسی حادثے میں استکبار کی بدنیتی یا بدکرداری کا عمل دخل ہو تو نہ مجرم رسوا ہو اور نہ حقیقت فاش ہو' یا سرے سے اس حادثے کا تذکرہ ہی نہیں ہوتا۔حج ایک ایسا مقام ہے جہاں پروپیگنڈوں کی اس خیانت کا پردہ چاک اور حقیقت کو آشکارا کرنا چاہئے۔مسلمانوں کی عام معلومات کے لئے زمین ہموار کی جانی چاہئے۔

اب مسلمان بھائی بہنوں کی خدمت میں عالمِ اسلام کے اہم حوادث کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں:

الف:۔آج کا اہم ترین مسئلہ' فلسطین کا مسئلہ ہے جو گزشتہ نصف صدی سے اسلامی دنیا اور شاید عالمِ انسانیت کا اہم ترین مسئلہ بنا ہوا ہے۔یہاں ایک قوم کی مظلومیت اور اس کی مصیبت و دربدری کی بات ہے' ایک ملک کے چھن جانے کا تذکرہ ہے' اسلامی ممالک کے قلب اور اسلامی دنیا کے مشرقی و مغربی حصے کے سنگم میں کینسر کے پھوڑے کے وجود میں آنے کی گفتگو ہے۔یہاں اس دائمی ظلم کی بات ہے جس نے پے در پے فلسطین کی مسلمان قوم کی دو نسلوں کو اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے۔آج جبکہ سرزمینِ فلسطین پر عوامی طاقت کے ذریعے اسلامی و خونین تحریک نے درحقیقت انسانیت سے بیگانہ مردہ ضمیر جرائم پیشہ غاصبوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے' تو دشمن کا طریقۂ کار ہمیشہ سے زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہو گیا ہے۔پوری دنیا کے مسلمان اس مسئلے پر

ہمیشہ سے زیادہ سنجیدگی سے غور کریں اور اس کے لئے کوئی چارۂ کار تجویز کریں۔ یہ ہے آج کی نئی خبر۔ آج عالمِ اسلام کے درہم برہم حالات اور امریکہ کی قابو سے باہر طاقت سے علاقے کے ملکوں کی وابستگی میں دن بدن اضافہ نے (اسرائیلی) غاصب حکومت کے کینہ توز حملے کے لئے میدان ہموار کر دیا ہے اور بڑے شیطان جو واقعاً اسلام و مسلمین کا خطرناک ترین دشمن ہے کی حمایت و پشت پناہی سے مطمئن ہو کر وہ کھلم کھلا ان مقاصد کے درپے ہے جنھیں چھپانے کی کوئی خاص کوشش بھی نہیں کرتی تھی۔ روسی یہودیوں کی منتقلی جو اس سابق سپر پاور کو مغربی امداد کی قیمت کا ایک حصہ ہے۔ ایتھوپیا کے ان فاشہوں {یہودیوں کی ایک قوم کا نام} کی منتقلی جو فلسطین کے غاصب امریکی و یورپی صہیونیوں کی خدمت کی غرض سے لائے گئے ہیں اور پھر ادھر ہندوستان کے یہودیوں کی منتقلی۔ حالیہ برسوں میں غصب ہوئے فلسطینی علاقوں حتیٰ بطورِ احتمال لبنان کے مقبوضہ علاقوں میں نئی کالونیوں کی تعمیر، فوجی ساز و سامان اور اجتماعی قتلِ عام کرنے والے مہلک اسلحوں کی فراہمی میں اضافہ، وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ امریکہ نے مشرقِ وسطیٰ میں اس قسم کے اسلحوں کی آمد پر پابندی لگانے کا شور مچا رکھا ہے، روزانہ متعدد بار جنوبی لبنان پر ہوائی حملے، فلسطینی و لبنانی نہتے عوام پر بمباری، فلسطین کے عرب باشندوں یعنی اس سرزمین کے اصل مالکوں پر دباؤ اور ظلم و تشدد میں روز بروز اضافہ، عوام کے ساتھ پولیس کا بربریت اور درندگی سے لبریز وحشیانہ سلوک۔۔۔۔ اور اسی حالت میں سیاسی میدان میں عرب حکومتوں اور تنظیمِ آزادئ فلسطین کی پسپائی اور بعض عرب سیاست کاروں کے بزدلانہ رَوّیے کا اظہار اور ان سب کے مقابلے میں جارحانہ پوزیشن اختیار کرنا، یہاں تک کہ بین الاقوامی یا علاقائی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کو کسی نہ کسی بہانے سے ٹھکرانا اور آخر کار سرزمینِ فلسطین کے ایک گوشے میں ایک فلسطینی حکومت کی تشکیل کی تجویز بھی، جو فلسطینی فریقوں کی پسپائی اور ذلت پذیری کا ثمرہ ہے، کو ٹھکرا دینا۔۔۔۔ یہ انسان دشمن صہیونیوں کی آشکار اور علانیہ سیاست اور ان کے اعمال کا مجموعہ ہے۔ اور یقیناً اس کے ساتھ ہی ساتھ اس سے کئی گنا زیادہ سازش، دہشت گردی، اغوا، نفسیاتی جنگ، زہریلے پروپیگنڈوں، جانے پہچانے اور

ناشناختہ جرائم' جو صرف صہیونیوں اور ان کے ساتھیوں کے ہی بس کی بات ہے۔ عالمی استکبار اور سامراجی طاقتوں نے ابتدا سے آج تک غاصب اسرائیلی حکومت کو علاقے کی عربی اور پھر اسلامی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے جنم دیا اور اسے محفوظ رکھا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ اس مسموم خنجر کو اسلامی دنیا کے پہلو میں ہمیشہ گھونپے رکھیں۔ آج اس سدھائے ہوئے کتے کا پٹا بڑے شیطان کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بین الاقوامی قوانین کی بار بار خلاف ورزی' انسانی حقوق کی مسلسل پامالی اور وہ بھی بھیانک ترین شکل میں' ہمسایہ ممالک پر بار بار جارحانہ حملے' کھلم کھلا اور علی الاعلان دہشت گردی نیز انسانوں کا اغوا' زیادہ سے زیادہ ایٹمی اسلحوں اور اسی طرح کے دیگر ہتھیاروں کی فراہمی' کہ اگر دنیا کے وہ ممالک اس طرح کا کوئی کام کرتے جو امریکہ اور دوسری بڑی حکومتوں سے آقا و غلام جیسا رابطہ نہیں رکھتے' تو اسے عظیم سانحہ ٹھہرایا جاتا' لیکن صہیونیوں کو اس کی اجازت ہو اور دنیا کی استکباری تنظیموں خصوصاً بڑے شیطان کی طرف سے کسی قسم کے اعتراض و احتجاج کا باعث نہ بنے!

اس طرح آج صہیونیوں کی غاصب حکومت عالمِ اسلام کے حال و مستقبل کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اتنے بڑے ظلم اور خطرے کے خاتمے کی کوئی سبیل کریں۔ لیکن افسوس کہ اسلامی ممالک کے اکثر سربراہوں کا قول و فعل اس عظیم خطرے کا علاج جو اس نسل پرست صہیونی حکومت کے خاتمے کے سوا کچھ نہیں' تلاش کرنے کے عزم و ارادے کی جانب اشارہ نہیں کرتا' بلکہ اس کے برعکس بعض عرب حکومتوں کے اندر کیمپ ڈیوڈ کی توسیع ''اور سادات'' کی خیانت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم ان حکومتوں نے عربوں اور مسلمانوں کے کینہ پرور دشمن کے مقابلے میں یہ جو ذلت آمیز روش اپنائی ہے اور اس کے سامنے سر جھکانے کی جو شرمناک حرکت کی ہے اس کا اپنی قوموں اور خدا کو کیا جواب دیں گے؟

اس خطرے کا اصل علاج مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے' وہ مسلمان مجاہدین کی حقیقی مدد

کر کے فلسطین کے اندر جاری تحریک کو تقویت پہنچا سکتے ہیں' اور مختلف طریقے اپنا کر علاقے کی حکومتوں کو اسرائیل کے ساتھ مفاہمت کے سلسلے میں امریکی دباؤ کے سامنے سر جھکانے سے روک سکتے ہیں۔

لبنان کے سرافراز مسلمانوں کے جرأتمندانہ اور فداکارانہ اقدامات' جنھوں نے بدمعاش صہیونیوں اور ان کے حامیوں کو بارہا زک پہنچائی اور انھیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اس بات کے بہترین گواہ ہیں کہ مؤمن جوان اور قومیں بہت سے عظیم کام انجام دے سکتی ہیں۔

ب: ایک دوسرا مسئلہ بعض عرب اور افریقی ممالک میں اسلامی تحریکیں ہیں۔ یہ عالمِ اسلام کا ایک بڑا مسرت بخش واقعہ ہے کہ ایک قوم اپنے جوانوں' اپنے روشن خیالوں' اپنے گلی کوچے کے عوام کے ہمراہ اسلامی احکام کے نفاذ اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا نعرہ بلند کرے اور اس کے حصول کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ ایران میں عظیم اسلامی انقلاب کے طلوع کے وقت ہی سے دوستوں کو یہ امید وانتظار اور استکباری کیمپ خصوصاً امریکہ کو یہ خوف اور سخت اضطراب تھا کہ ایران کا اسلامی انقلاب عالمِ اسلام کے دوسرے علاقوں میں مسلمانوں کی کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

دنیا کے چپے چپے میں ہمارے مسلمان بھائی بہن یہ جان لیں کہ اسلامی ایران پر بالجبر تھوپی گئی جنگ کے دوران یا اس سے پہلے اور بعد میں مشرق و مغرب کے مشترکہ دباؤ کا ایک اہم حصہ اسی خیالِ باطل کے پیشِ نظر تھا کہ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی ناکامی کے بعد دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نگاہ میں اسلامی تحریک کا تجزبہ ناکام نظر آئے اور ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے ان کے دلوں میں امید کی جو شمع روشن ہوئی ہے وہ ان کی توانائیوں کو اس مبارک راہ میں بروئے کار نہ لا سکے۔ اور آج بھی استکباری بھونپوؤں کے اس وسیع پروپیگنڈے کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں' وہ یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایران میں اسلامی انقلاب ناکام اور متوقف ہو گیا ہے اور اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے' اسلامی جمہوریہ کا نظام انقلاب اور اس کے عظیم الشان امام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور غدار امریکہ کے مقابلے میں اس

نے مصالحتی پوزیشن اختیار کرلی ہے۔ یہ وہی بھونپو ہیں جو حضرت امام قدس سرہ کی حیات کے زمانے میں بارہا اسرائیل سے رابطہ قائم کرنے' اس سے اسلحہ خریدنے اور اس کے ہاتھ تیل فروخت کرنے کی تہمت بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس اسلامی ایران پر لگاتے تھے جو صہیونی نظام کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ استکبار کا کوئی بھی حربہ' چاہے وہ عملی ہو یا تشہیراتی کارگر ثابت نہ ہوا اور امید کا وہ شعلہ جو اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس کے مصمم اور ناقابلِ شکست چہرے کے سہارے عالمِ اسلام اور مسلمانوں کی روحوں پر جلوہ گر ہوا تھا اس نے اپنا کام کر دکھایا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے جو آج بعض اسلامی ممالک میں اسلامی حکومت کے مطالبے کی خاطر عظیم عوامی تحریکیں بپا ہیں۔ لیکن میں ایک ہمدرد و تجربہ کار بھائی کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کی ان قوموں خصوصاً ان کے قائدین' دانشوروں' روشن خیالوں اور دینی علما کو آگاہ کروں کہ:

۱۔ اس راہ میں بے صبری یا عدم بصیرت کے نتیجے میں تحریک بہت سے خطرات سے دوچار ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان دو عناصر صبر اور دور اندیشی کا بہت خیال رکھئے۔

۲۔ اسلامی تحریک اور اسلامی انقلاب کا مطلب ان جاہلی اقدار اور طاغوتی نظاموں کے خلاف طغیان و سرکشی ہے جنھوں نے انسانوں کو زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اور ظلم وفساد' طبقاتی و نسلی امتیازات' فسق و فجور و فحشا کے رواج' عوام کے ظلم قبول کرنے اور قوموں کی دوسری تمام بدبختیوں کا باعث بنے ہیں اور ہر چیز کو دولت وطاقت کے مالکوں کی ظالمانہ حاکمیت اور ان کے زیادہ سے زیادہ منافع کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ پس حقیقی اسلامی تحریک دو ثقافتوں اور دو اقتداری نظاموں کے درمیان معرکہ آرائی ہے: ایک انسان کے پیروں میں بیڑیاں ڈالنے کی ثقافت اور دوسری ان بیڑیوں سے نجات دلانے کی ثقافت ہے۔ لہٰذا ہر اسلامی تحریک کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو دنیا کے تمام طاقتوروں سے مقابلے کے لئے آمادہ کرے' تاکہ دھوکے میں نہ ماری جائے۔

۳۔دشمن اس کوشش میں ہے کہ اپنی تشہیراتی چالوں اور پروپیگنڈوں کے سہارے آپ کو اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کا نام لینے سے باز رکھے اور شاید بعض سادہ لوح افراد یہ سوچ بیٹھیں کہ امریکہ اور مغربی حکومتوں کو حساس نہ بنانے کے لئے یہی بہتر ہے کہ علنی بیانات میں اسلامی حکومت کا نام لینے سے اجتناب کیا جائے۔میری نصیحت ہے کہ اس خلافِ مصلحت مصلحت اندیشی سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔ اسلامی نظام کی تشکیل اور قرآن واسلام کی بالادستی کے مقصد کو ڈرے سہمے بغیر ہر حال میں واضح وصریح انداز میں بار بار بیان کیجئے اور اسلام کے مقدس نام سے دست بردار ہو کر دشمن کو لالچ میں نہ ڈالئے، مقصد کو مبہم اور غبار آلود نہ بنایئے۔

۴۔اسلام اور اسلامی تحریکوں کو ہمیشہ کھلم کھلا کفر سے زیادہ نفاق سے نقصان پہنچا ہے۔ آج امریکی اسلام (یعنی جب اسلام کا نام اور عنوان امریکہ اور دیگر مستکبروں کے مقاصد کی سمت میں اور طاغوتوں کی خدمت کے لئے استعمال ہو) کا خطرہ امریکہ کے سیاسی وجوہری ہتھیاروں سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔امریکی اسلام کے علمبرداروں سے (چاہے وہ دینی علما کے لبادے میں ہوں یا سیاست دانوں کے بھیس میں) ہوشیار رہئے، ان کے بیانات، اشارات اور موقفوں پر تنقید کیجئے، ان سے مدد لینے کی ہرگز کوشش نہ کیجئے۔

۵۔دوسرے ممالک میں اسلامی تحریکوں کے تجربوں اور ان کی موجودہ صورتِ حال سے غفلت نہ برتئے اور استکبار کی مرضی کے برخلاف ان سے رابطہ برقرار کیجئے۔

۶۔آیتِ شریفہ: ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا۔“(۱۶) کو ہمیشہ مدِ نظر رکھئے جس میں دین سے تمسک اور اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔اس کی دونوں نصیحتوں کو اپنا نصب العین بنایئے اور اس سلسلے میں دشمن کے مکروفریب سے ہوشیار رہئے۔

ج۔اس وقت عالمِ اسلام کا ایک اور مسئلہ عراق اور اس قوم کی رقت انگیز و افسوس ناک حالت ہے، جو اپنے حاکموں کی بدنیتی اور بدتدبیری کی چکّی میں پس رہی ہے۔علاوہ برایں کہ برسوں سے گھٹن کے ماحول میں بسر کر رہی ہے، دس سال سے زیادہ عرصے سے اپنے پڑوسیوں سے غیر منصفانہ جنگ میں جھونک دی گئی ہے۔اپنے سربراہوں کی احمقانہ اور توسیع پسندانہ تدبیروں کے باعث بمباریوں اور تخریب کاریوں میں اس کے لاکھوں مرد و زن، بچے بوڑھے اور جوان قتل، مجروح، اپاہج یا بے گھر ہو گئے ہیں۔اس کے تاریخی و قومی سرمائے کا ایک عظیم حصہ تباہ ہو گیا ہے۔آج یہی قوم انہی حکمرانوں کے ہاتھوں جو ان تمام مصیبتوں کے باعث بنے ہیں براہِ راست قتلِ عام اور آوارہ وطن ہو رہی ہے، کیمیاوی اسلحوں اور وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنی ہوئی یاس و ناامیدی کے عالم میں زندگی سے مایوس گھڑیاں گزار رہی ہے۔

جس وقت عراقی فوج نے اپنے سربراہوں کی اقتدار پرستی اور زیادہ طلبی کی خواہش کی تسکین کی خاطر کویت پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضے میں لیا، اس نے خلیجِ فارس کے علاقے میں فوجی جماؤ اور اس کے ساتھ ساتھ منحوس اقتصادی و سیاسی اثر و رسوخ کا بہترین بہانہ امریکہ کے ہاتھ میں تھما دیا اور خلیجِ فارس میں عراق اور مغربی اتحادیوں، دونوں طرف سے آگ و خون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔بعض مسلمان کچھ اپنی سادہ لوحی اور خیر خواہی کے پیشِ نظر اور کچھ بدنیتی اور شیطانی چالوں کے تحت اسلامی جمہوریہ کے سامنے بڑے اصرار سے یہ تجویز پیش کر رہے تھے کہ وہ عراق کی مدد کرے اور اپنی بساط بھر جنگ کے دائرے کو وسعت دے۔یہ نظریہ اسلام کے مسلّمہ اصول کے برخلاف تھا۔کیونکہ اسلام جہاد کو صرف دینِ خدا کی نشر و اشاعت، کمزور و مستضعف قوموں کے دفاع یا اسلامی حکومت کے تحفظ کے لئے واجب سمجھتا ہے نہ کہ جارح حملہ آور، توسیع پسند اور غاصب حکومت کے دفاع کی خاطر، اور وہ بھی بعث پارٹی کی آئیڈیالوجی کے تحت جو کھلم کھلا اور علی الاعلان دین و معنویت کی منکر اور اس کی دشمن ہے، وہ بھی ظلم، فساد، نسل کشی کے اس شرمناک ماضی کے ساتھ جس میں عراقی حکومت ایک غیر معمولی درجہ رکھتی ہے اور خاص طور سے وہ حکومت جو تسلط

پسند بڑی طاقتوں کی غلامی اور ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رہنے کا ریکارڈ رکھتی ہے اور ایرانیوں نے اس حقیقت کو اس آٹھ سالہ جنگ کے دوران اچھی طرح سمجھ لیا ہے جسے بعثیوں نے استکبار کے اشارے اس کے ہتھیاروں اور اس کی بھرپور مدد سے اسلامی نظام پر مسلط کیا تھا۔ جی ہاں، اسلام ایسی حکومت کے دفاع کو جہاد نہیں سمجھتا اور اسے جائز نہیں جانتا۔ لیکن یہ تجویز پیش کرنے والے افراد کچھ تو عراق کی تباہی کے ذمے داروں کی مکاری اور ان کے ریاکارانہ بیانات سے متاثر ہوئے تھے، کیونکہ ان عراقی حکمرانوں نے ایک مختصر عرصے کے لئے سادہ لوح افراد کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے اسلام اور دینی مقدسات کا جھوٹا نعرہ بلند کیا تھا، کچھ وہ تھے جو عراقی حکمرانوں کی خباثت اور ان کے ظلم وفساد کے معترف تھے، لیکن اس تجویز کا سبب ملتِ عراق کی حمایت اور ان کا دفاع بتاتے تھے۔ ہم ان سے کہتے تھے کہ عراق کی مظلوم قوم کی مدد واجب ہے، لیکن عراقی حکومت کے حق میں اور اس کے اقتدار کو پائیدار بنانے کے لئے جنگ میں شرکت نہ صرف عراقی عوام کی مدد نہیں، بلکہ عراق کی عوام دشمن حکومت کی مدد اور عراقی عوام پر ظلم ہے، جنھیں دس سال سے اس منحوس نے ایک ناخواستہ جنگ میں پھنسا رکھا ہے۔

امریکہ اور مغربی اتحادیوں کے سامنے سے عراقی فوج اور حکومت کے شرمناک فرار اور مستکبروں کی تمام شرائط کی منظوری کے سہارے آج یہ حکومت نامعلوم مدت تک کے لئے اپنا ذلت آمیز اقتدار بچانے میں کامیاب ہوئی ہے، اور اب پھر عراق کے عوام اور یہ مظلوم قوم جو برسوں سے ایک ظالم، فاسد، شقی اور متشدد حکومت کے ہاتھوں میں اسیر ہے اس جنگ کا تاوان ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس حکومت کے احساسِ حقارت اور شکست وذلت کا جرمانہ بھی ادا کر رہی ہے۔ وہی حکومت اور فوج جو اپنے گھر میں گھس آنے والے بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں موت کے خوف سے سو گھنٹے بھی نہ لڑسکی، آج سو روز سے زیادہ ہو رہے ہیں کہ عراقی عوام کی جان کو لگی ہوئی ہے۔ گھروں کو تباہ، شہروں پر بمباری، مقدس مقامات کی توہین، عوام کو دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور، علما اور بزرگوں کو گرفتار، متعدد لوگوں پر تشدد اور قوم کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ شمال میں

کُردوں اور جنوب میں عربوں کا اس طرح قتلِ عام اور اُنھیں دربدر کیا ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور واقعاً ہم نے اس دور کے جانے پہچانے مجرموں میں سے کسی کے متعلق ایسی مجرمانہ حرکت نہ سنی ہے اور نہ سوچی ہے۔ ان لوگوں نے عراقی عوام کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو صاحبِ ضمیر انسان جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کرتے۔ امریکہ اور مغربی حکومتوں کی دھمکیوں کے باعث شمالی عراق کے کُردوں کی حالت فی الحال قدرے بہتر ہے' بعد میں کیا ہوگا نہیں معلوم۔ لیکن جنوب کے شیعہ جو مختلف وجوہات کی بنا پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے بغض و کینے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اسلام اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا نعرہ بلند کیا ہے' وہ عراق کی دین دشمن اور نسل کش حکومت کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم اور بلاؤں میں گرفتار ہیں اور خطرات ان کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ یہ عراق کا ایک ہلکا سا خاکہ تھا جو پیش کیا گیا۔ ایک ستم رسیدہ' مظلوم' بے پناہ اور نہتی قوم جس کے مقابلے میں ظالم' سفاک' سخت' اسلامی' انسانی اور بین الاقوامی تمام اصول و قوانین سے بے اعتنا' عوام کا خون بہانے اور ان پر ظلم کرنے میں بیباک حکومت ہے۔۔۔۔ اس قوم کی یا للمسلمین کی فریاد بلند ہے۔ ابھی انہی چند دنوں میں ان لاکھوں افراد پر خونین حملے اور محاصرے کے آثار و علائم واضح و آشکارا ہو چکے ہیں جنھوں نے فوج کے خوف سے اپنا گھر بار چھوڑ کر بصرہ' عمارہ اور ناصریہ کے درمیان واقع دلدلی علاقوں میں پناہ لی ہوئی ہے۔ عورت' مرد اور بچے بیماریوں کا شکار ہیں اور موصولہ خبروں کے مطابق بعض افراد وبا اور چھوت کی بیماریوں میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔ مغرب اور خاص طور سے امریکہ نے بعض مختصر و غیر مؤثر خبریں بیان کرنے کے سوا ان کی کوئی مدد نہیں کی ہے۔ ان مظلوموں کو صرف خدا اور مسلمان عوام سے امید ہے جو کم از کم ان مظالم کے خلاف احتجاج کر کے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

د۔ ایک اور مسئلہ کشمیری مسلمانوں کی صورتِ حال کا ہے۔ ہندوستانی حکومت نے ان گزشتہ مہینوں میں عالمِ اسلام کے کچھ اہم اور سخت مسائل میں مصروفیت سے' جو اِن مظلوم اور دور افتادہ بھائیوں کی حالت سے عام غفلت کا باعث ہوئی ہے' فائدہ اٹھاتے ہوئے ان مسلمانوں پر زیادہ

سے زیادہ تشدد کیا ہے' ان کی جان و مال اور بنا بر روایت ان کی ناموس پر دست درازی کی ہے۔
میں فی الحال مسئلۂ کشمیر کی ماہیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ باخبر ذرائع جانتے ہیں کہ یہ ان پُرانے زخموں میں سے ہے جو سامراجی برطانیہ نے ہندوستان سے اجباری انخلا کے وقت برصغیر کے پیکر پر لگائے ہیں اور اس طریقے سے اس نے عظیم ہندوستان کے مسلمانوں سے انتقام لیا ہے۔ فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستانی حکومت نے اس سلسلے میں سخت اور غیر مناسب حربے استعمال کئے ہیں اور اس اطمینان کے ساتھ کہ بڑی طاقتیں اور انسانی حقوق کی دعویدار حکومتیں مسلمانوں کا حقیقی دفاع ہرگز نہیں کریں گی غیر انسانی طریقۂ کار اختیار کئے ہیں۔ مسلمان قومیں یہ جان لیں کہ کشمیری مسلمانوں کو ان سے حمایت و دفاع کی امید ہے اور یہ تمام مسلمانوں کا اسلامی فریضہ اور اخوت و برادری کا تقاضا ہے۔ اور اگر بھارتی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی کو عالمِ اسلام کی جانب سے کسی رَدِعمل کے بغیر ہمیشہ کے لئے دبائے رکھے گی تو یقیناً یہ اس کی بھول ہے۔ یہیں پر ضروری ہے کہ بعض ممالک منجملہ یورپی ممالک میں مسلمان اقلیتوں کی جانب بھی اشارہ کر دیا جائے' کہ ان مسلمانوں پر تشدد اور دباؤ جو اسلامی تشخص برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس ڈیموکریسی اور آزادی کی حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے جس کا مغرب ہمیشہ دَم بھرتا ہے۔ بعض یورپی حکومتیں مسجدوں کی تعمیر' اسلامی اجتماعات کے انعقاد اور اسلامی لباس کی رعایت وغیرہ کے سلسلے میں جو سختیاں کرتی ہیں' یا عوام کو ان کے خلاف بھڑکاتی ہیں' اس سے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق ان حکومتوں کا مؤقف سمجھ لینا چاہئے۔ یہ وہ اہم مسائل ہیں جن کے بارے میں مسلمینِ عالم کو غور و خوض کرنا چاہئے اور اس دور میں اپنی ذمے داریاں پہچاننے کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۵۔ اس زمانے کا ایک اور اہم مسئلہ مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ اختلاف ہے۔ البتہ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں کلامی' فقہی اور فرقہ وارانہ مسائل پر اختلاف' نزاع' حتیٰ بعض اوقات لڑائی جھگڑا اور ضرب وشتم اسلام کی پہلی صدی سے جاری ہے' لیکن اس سلسلے میں نئی بات یہ ہے کہ ایران میں

اسلامی انقلاب کی کامیابی اور پوری اسلامی دنیا میں اس فکر کے پھیلاؤ کے بعد اس ہمہ گیر اسلامی لہر سے مقابلے کے لئے استکبار کا ایک حربہ یہ رہا ہے کہ ایک طرف سے ایران کے اسلامی انقلاب کو اسلامی تحریک کے بجائے ایک شیعی تحریک اور وہ بھی اس کے فرقہ وارانہ مفہوم میں پیش کرے اور دوسری طرف شیعہ سنّی کے درمیان نفاق و اختلاف کا بیج بونے کی بھرپور کوشش کرے۔ ہم نے اس شیطانی سازش کو بھانپ کر شروع ہی سے مسلم فرقوں کو متحد کرنے اور اس فتنے کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس کے فضل و کرم سے ہمیں اس سلسلے میں خاصی کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے اور ان حالیہ کامیابیوں میں سے ایک اسلامی مذاہب کو قریب لانے کے لئے ''مجمع جہانی تقریبِ مذاہبِ اسلامی'' نام کے عالمی ادارے کی تشکیل ہے۔ آج پورے عالمِ اسلام میں تمام اسلامی مذاہب کے علما' روشن خیال افراد' شعرا' اہلِ قلم اور عام مسلمان شانے سے شانہ ملا کر ایک دل' ایک زباں ہو کر ایران کی اسلامی جمہوریہ اور اسلامی انقلاب کی حمایت کر رہے ہیں۔ لیکن دشمن دولت' منصوبے' پروپیگنڈے اور بے شمار خباثتوں سے لیس ہے اور افسوس کہ دنیا کے بعض حصوں میں اسے کچھ ایسے افراد مل جاتے ہیں جن کے ذہن و زبان پر لالچ و فریب کے ذریعے وہ تسلط حاصل لیتا ہے۔ لہٰذا کبھی کبھی ایک ملک میں کسی سیاست داں اور دوسرے ملک میں کسی نام نہاد عالم یا دکھاوے کے انقلابی کے بارے میں یہ سننے میں آتا ہے کہ اس نے شیعوں کو یا ملتِ ایران کو (جس نے اس دور کے عظیم ترین انقلاب کو جنم دیا ہے اور حیرت انگیز طریقے سے اس کی حفاظت و دفاع کیا ہے) طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا ہے' اس کے خلاف زبان کھولی اور قلم چلایا ہے' یا پاکستان کے مسلمان ملک میں (جس کی قوم ہماری نگاہ میں عزیز ترین قوم ہے اور ہمیشہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کی حمایت کرتی رہی ہے) بعض لوگ اسلام اور اتحادِ مسلمین کے دشمنوں سے ڈالر لے کر جلسے منعقد کرتے ہیں' کتابیں اور مقالے لکھتے ہیں' تا کہ تشیع' مکتبِ اہلِ بیتؑ اور شیعوں پر حملے اور ان کے مقدسات کی توہین کریں۔ ہم ان تمام چیزوں کو امریکہ' اس کے ساتھیوں اور اس کے ایجنٹوں کے کرتوت سمجھتے ہیں اور اسلام کے حقیقی علما' نیز قوموں کے دامن کو ان گناہوں

سے پاک و بے داغ تصور کرتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جنھیں مسلمانوں کی ہوشیاری کے ذریعے حل کیا جانا چاہئے اور اسلام دشمنوں کے لئے میدان کھلا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

آخری بات اسلامی ممالک کے قدرتی ذخائر پر بڑے شیطان کے دن بہ دن بڑھتے ہوئے تسلط اور ان ممالک میں اس کے زیادہ سے زیادہ سیاسی، اقتصادی اور حتیٰ فوجی پڑاؤ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ دنیا میں رونما ہونے والی حالیہ تبدیلیوں کے بعد (جو کمیونزم اور الحادی نظاموں کی تباہی اور زوال کا باعث ہوئی ہیں) یہ ظالم اور توسیع پسند بڑی طاقت پوری دنیا اور خاص طور سے زرخیز اسلامی علاقوں کو جہاں اس کا کوئی رقیب نہ ہو اپنے زیر اثر علاقوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ نام نہاد سرد جنگ سے فراغت کے بعد اس اسلامی بیداری کے خلاف بھر پور جنگ پر کمر بستہ ہوئی ہے جو اس کے اس اثر و رسوخ کی راہ میں سب سے بڑی اور محکم رکاوٹ ہے۔ یہ شیطانی حکومت اپنی خلافِ فطرت اور انسان دشمن طبیعت کی بنا پر اندر سے لاینحل مشکلات میں گرفتار ہے، لیکن اپنی اسی استکباری فطرت کے تحت اپنی مشکلات کو پوری دنیا میں منتقل کرنے اور دنیا کے تمام دولت خیز اور اہم علاقوں منجملہ مشرقِ وسطیٰ اور خصوصاً خلیجِ فارس پر قبضہ جما کر اپنی زندگی کو پہلے سے زیادہ طاقت کے ساتھ باقی رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر اس کا یہ منحوس خواب پورا ہو گیا تو اس علاقے کی قوموں کو ایسے بھیانک اور تاریک دور سے گزرنا پڑے گا جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آج امریکی حکومت اس شیطانی مقصد تک پہنچنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی ہے اور افسوس عراقی حکمرانوں کی جہالت، غرور اور اقتدار پرستی نے (جس کے لئے عراق کو امریکہ اور مغرب کی طرف سے دی جانے والی سابقہ امداد نے زمین ہموار کی تھی) اس علاقے میں ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں جن کے تلخ اور دردناک انجام سے کم و بیش سبھی واقف ہیں۔ اس کے نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ اس اہم علاقے میں امریکہ مالک و مختار اور فیصلہ کن طاقت بن گیا ہے، اس نے علاقے کی حکومتوں کو مرعوب کر لیا ہے اور یہ چیز اس علاقے میں اور دنیا کے ہر اس خطے میں جہاں اس قسم کا حادثہ پیش آئے اسلامی وجود بلکہ انسانی بقا کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

آج اس عظیم خطرے سے مقابلے کے لئے اسلام اور مؤمن مصمم انسانوں کے سوا کوئی نقطۂ امید نظر نہیں آتا اور خدا کا شکر ہے کہ آج اسلام کا حیات آفریں اور منور سورج ایک بار پھر انسانوں کی جان و دل پر ضوفشانی کر رہا ہے اور بہت سی مسلمان قوموں نے اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو جامۂ عمل پہنانے کی خاطر دین خدا سے عوام کی دوری کے اسباب و علل کے خلاف کام شروع کر دیا ہے۔ یہ امید آفریں اور مبارک اقدام ہے اور انشاء اللہ یہی اقدامات امریکہ کے شیطانی اقتدار اور ہر سرکش طاقت کی زنجیروں کو توڑ کر سب کو نجات دلائیں گے: "کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ." (۱۷)

قومیں اور حکومتیں اسلامِ نابِ محمدیؐ اور اسلام کی طرف رجحان کے سلسلے میں یکساں طور پر ذمے دار ہیں جس کا پہلا منصوبہ قوموں کی زندگی کو بڑے شیطان اور دیگر شیطانوں کے دستِ ظلم سے محفوظ رکھنا ہے۔ اسلامی حکومتوں کو اگر اپنے ملک اور عوام سے محبت ہے تو وہ یہ بات جان لیں کہ یہ وہ چیز ہے جو ملکوں اور ملتوں کی زندگی، شرف اور استقلال نیز حکومتوں کی طاقت کا سرچشمہ ہے۔

ہم خداوندِ عالم سے خدا کے دشمنوں سے برسرِ پیکار تمام مسلمانوں کے شرف، عزت اور استکبار کے چنگل سے ان کی رہائی و کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔ پروردگارا! مسلمانوں کے دلوں پر قرآن و اسلام کا پرتو ہمیشہ جلوہ فگن رکھ، اپنا فضل اور اپنی رحمت ان پر نازل فرما، ان کی تائید اور ان کے دلوں کو امید و ایمان کے ذریعے مستحکم فرما، ولی اللہ الاعظم اروحنا فداہ وعجل اللہ فرجہ کے دل کو ہم سے خوش کر دے اور ہمارے حق میں ان کی دعاؤں کو مستجاب فرما، حاجیوں کے حج اور سعی و کوشش کرنے والوں کی جدوجہد کو قبول فرما، مسلمانوں کے دلوں کو ایک دوسرے سے روز بہ روز نزدیک سے نزدیک تر اور اختلاف و تفرقے کے اسباب و علل کو نابود فرما، شہدائے راہِ حق کی پاکیزہ روحوں اور اس راہ میں صدمہ اٹھانے والوں کے جسم و روح پر رحمت نازل فرما۔

پروردگارا! پوری دنیا میں تیرے دین کی بالادستی کے لئے چلنے والی ہر تحریک کا ثواب اور

جزائے خیر اپنے صالح اور برگزیدہ بندے امام خمینیؒ کو عطا فرما۔ آمین یا رب العالمین۔

وَالسَّلَامُ عَلَىٰ جَمِيعِ اِخْوَانِنَا الْمُسْلِمِيْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سید علی الحسینی الخامنہ ای

۳ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۱ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے، تا کہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطورِ رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھوکے محتاج افراد کو کھلاؤ۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷،۲۸)

(۲) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ لہٰذا اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر انحراف کیا تو یاد رکھنا کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور پیغمبر آپ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۳) بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو۔ (سورۂ انبیاء۔ آیت ۹۲)

(۴) خدا کو اسی طرح یاد رکھو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰)

(۵) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۶) حج کے دوران اپنی عورتوں سے مباشرت بحکمِ خدا کی خلاف ورزی اور جھگڑا یا اظہارِ برتری وغیرہ کے لئے قسمیں کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۷)

(۷) اور خدا کفار کے لئے صاحبانِ ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۱۴۱)

(۸) ساری عزت اللہ، رسول اور صاحبانِ ایمان کے لئے ہے۔ (سورۂ منافقون۔ آیت ۸)

(۹) اور آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اوران کے لئے جہاد نہیں کرتے جنھیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۷۵)

(۱۰) حکم صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۵۷)

(۱۱) یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کرلیں۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۰)

(۱۲) پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب کیا تم ہم سے صرف اس بات پر ناراض ہو کہ ہم اللہ اور اس نے جو کچھ ہماری طرف یا ہم سے پہلے نازل کیا ہے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور تمہاری اکثریت فاسق اور نافرمان ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۵۹)

(۱۳) پس کیا تم ہماری وحی کے بعض حصوں کو اس لئے ترک کرنے والے ہو یا اس سے تمہارا سینہ اس لئے تنگ ہوا ہے کہ یہ لوگ کہیں گے کہ ان کے اوپر خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا، یا ان کے ساتھ مَلک کیوں نہیں آیا۔ (سورۂ ہود۔ آیت ۱۲)

(۱۴) اور انھوں نے ان سے صرف اس بات کا بدلہ لیا ہے کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان لائے تھے۔ (سورۂ بروج۔ آیت ۸)

(۱۵) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔ (سورۂ محمد۔ آیت ۳۵)

(۱۶) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۰۳)

(۱۷) اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آنے والے ہیں۔ (سورۂ مجادلہ۔ آیت ۲۱)